Registered L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۳) مطبوعہ ۲۱- اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

۱۷ر اکتوبر لندن۔ روئٹر کا نامہ نگار موکڈن سے تار دیتا ہے کہ آج تمام رات جنگ ہوتی رہی۔ جنگ کی صورت نیم شب کو سخت تھی۔ روسی فوج ساہو کے پاس اپنے مقام پر جمی رہی اور مشرقی دستہ مغربی دستہ کو امداد دیتا رہا۔ ۱۸ر کی شام کو روئٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے تار دیتا ہے کہ۔ مارشل اویاما ۱۰ر تاریخ سے فوج کی ترتیب میں مصروف ہیں۔ یمین اور قلب کی افواج میں جنگ بند ہے مگر یسار میں جنگ جاری ہے ۱۵ر روئٹر خبر دیتا ہے کہ لیاؤ یانگ کے جنگ میں روسی متواتر چھ دن تک پسپا ہوتے رہے۔ جاپانی فوج روس کے قلب میں زور دیتی جا رہی ہے۔ ۱۶ر کو روئٹر کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ کل ہر دو جانب سے جنگ ملتوی کر دی گئی ہے۔ فوج کی خوراک کی قلت ہے۔ ایضاً۔ روئٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ روسیوں نے کل جنرل کروکی کے یسار پر سخت حملہ کیا۔ مگر جاپانیوں نے بڑی خوبی اور کامیابی سے انکو پسپا کر دیا۔ روسیوں کا سخت نقصان ہوا۔ ڈیلی ٹیلیگراف کہتا ہے کہ زار کے ہاں کوئی ایسا وزیر نہیں جو انکو سچ سچ بتلا دے خواہ وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو کہ اب انکو صلح کر لینی چاہئے۔ ڈیلی کرانیکل کہتا ہے کہ جاپان نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سپہ سالاری اور جنگ کے فن میں دشمن سے ابھی بھی بڑھ کر ہے۔ اسٹینڈرڈ کہتا ہے کہ مسلسل فتوحات جاپانیوں کی جنگ کر نیوالی اعلیٰ تر طاقت کے شایان ہے۔ چیفو کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ پورٹ آرتھر کے باہر جنگی جہاز مقیم تھا۔ انہوں نے سن پایا ہے کہ محصورین پورٹ آرتھر کے خاص اور تازہ سامان رسد کا بذریعہ جہازات غیر کے بھیجا گیا ہے۔ اسپر تمام جاپانی بیڑے کے جہازات خبردار اور چوکنے ہو گئے ہیں اور اسی کوشش اور سعی میں ہیں کہ ایسے جہازوں کو جو پورٹ آرتھر والوں کے کچھ سامان لاتے ہوں فوراً روکا جاوے اور گرفتار کر لیا جاوے۔ جاپانی حکام کو خبر لگی ہے کہ ایک نہیں بلکہ تین تجارتی دخانی جہاز پورٹ آرتھر والوں کے لئے سامان خوراک لیکر آ رہے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ یہ تینوں جہاز برٹش قوم کی طرف سے ہیں۔ ان جہازوں میں محصورین پورٹ آرتھر کے لئے سبزی ترکاری اور گوشت کے بند ٹین لدے آ رہے ہیں۔ اغلب ہو کہ یہ خبر غلط ہو۔ روئٹر کو ایک تار مقام ٹسنگ ٹاؤ سے موصول ہوئی ہے۔ وہاں یہ خبر ایک برٹش دخانی جہاز والوں نے سنائی ہے۔ یہ جہاز جاپانیوں کی گرفتاری بال بال بچا ہے۔ وہ خبر دیتا ہے کہ والاڈیو سٹک میں روسیوں کے جنگی جہازوں کی تعداد روز بروز زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ مگر یہ بالکل معلوم نہیں کہ یہ جہازات کدھر سے آتے ہیں۔ اور یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ خاص والاڈیو سٹک کی قلعہ بندی بڑی خوبی سے ہو رہی ہے۔ سنا جاتا ہے کہ جرمنی کے مشہور بندرگاہوں کائیل اور سٹیٹن میں جہاں پر ان کے بڑے بڑے کارخانے ہیں روسیوں کے واسطے ہر قسم کے جہاز اور بحری جہازات کے انجن عظیم تعداد میں بسرعت تمام تیار کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی دیگر سامان آلات وغیرہ روسیوں کے واسطے بہم پہنچا رہے ہیں۔ روسی اور جاپانی ہر دو طاقتیں ویلز کی کانوں سے اپنے اپنے واسطے ڈھیر کوئلے خرید رہی ہیں۔ اسی طرح نیو پورٹ سے بھی کوئلہ بکثرت جا رہا ہے۔

۱۶- ۱۷ر اکتوبر لندن۔ روسی جان توڑ کر لڑتے ہیں مگر فتح جاپانیوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جاپانی نہ صرف روسیوں کو شکست ہی دیتے ہیں بلکہ ہر طرف سے انکا تعاقب بھی کرتے ہیں۔ علاوہ توپوں کے جاپانیوں نے بہت سی بندوقیں اور سامان جنگ لوٹ لیا۔ جاپانیوں کا نقصان روسیوں کی بہ نسبت بہت ہی کم ہوا۔ جاپان کے بحری اور بری توپخانوں نے پورٹ آرتھر کے روسی بیڑے پر گولہ باری کی۔ بقول جاپان تمام روسی بیڑہ تباہ ہوا مگر صرف تین جہاز غرق کر دیئے۔ برٹش کمپنی کا ایک دخانی جہاز نام اورنیٹ نہر سویز میں ریتی پر چڑھ گیا۔ مگر کار آمد کیا گیا ہے۔ موکڈن سے جاپانی فوجیں پسپا ہو رہی ہیں۔ کئی چوکیاں اور ناکے انہوں نے خود ہی خالی کر دیئے ہیں۔ سیاپنجیان۔ سانمنٹری۔ بنوچو نگ وغیرہ جاپانیوں نے خالی کر دیئے روسیوں نے لے لئے۔ جنگ لیاؤ یانگ کے بعد جو مقام اور ناکے جاپانیوں نے سر کر لئے تھے وہ سب چھوڑ دیئے۔ جاپانیوں کا یمین دس میل جنوب کو پیچھے ہٹ گیا۔ روسیوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ غالباً جاپانیوں کی پسپائی بے معنی نہیں ہے اسمیں بھی انکی کچھ حکمت عملی ہے کیونکہ جنرل کروپاٹکن نہایت ہوشیاری سے کوشاں ہیں کہ جدید حکمت عملی میں ناکامیابی نہو۔ جنرل کروپاٹکن نے نوجون کے نام ایک پر جوش اعلان نافذ کیا ہے جسمیں بڑی بھاری امیدیں دلائی گئی ہیں۔ روسی فوج بڑی بھاری طاقت حاصل کر کے ہون ندی کے پار ہو گئی اور کوروکی پر حملہ کیا اور جاپانیوں کا مقام چھین لیا اور انکو بھگا دیا مگر انہوں نے مدد پا کر پھر اپنے مقام پر قبضہ کر لیا طرفین کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحی مذہب اور ادیان غیر

جہاں تک ہم کل ادیان کا مسیحی مذہب کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحی مذہب اور مذاہب سے بالکل علیحدہ اور عجیب اور افضل ہے۔ اسمیں راستبازی کی تشنہ لب روح کی پیاس اور مردہ روح کی حیات سرمدی اور خدا کے فرقت میں تڑپتی روح کا وصال ابدی اور پر غم و الم انسان کا اشتیاق بہجت و مسرت جاودانی موجود ہے مسیحی مذہب وہ راہ ہے جو گمراہ انسان کو بہ آرام و اطمینان اسکے اصلی گھر میں پہنچا دیتی ہے۔ اور یہہ وہ آسمان سے آسمان طریقہ ہے جس سے انسان کو حقیقی راستبازی اور پاکیزگی اور معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہہ وہ تجویز ہے جس سے انسان مجرم خدا کے منصف کے حضور راستباز ٹھہر کر ہمیشہ کی زندگی کا وارث اور حقدار بنجاتا ہے۔ اسی مذہب میں تمام مذکورہ بالا حاجات رفع ہوتی ہیں اور وہ اُن کے رفع کر دینے کا دعوے کرتا ہے۔ یہہ مذہب اپنے عقیدہ اور نجات کے طریقے اور پاکیزہ زندگی کے بسر کرنے کے وسیلے وغیرہ وغیرہ بڑی باتوں میں دیگر مذاہب سے بالکل علیحدہ ہے۔ مسیحی دین خدا کی کل صفات کو دنیا کے سامنے خالص اور بے لوث پیش کرتا ہے اس مذہب میں الہامی مذہب کے تمام نشانات بوجہ اولیٰ موجود ہیں۔ اور یہی اکیلا کونی اور مکمل مذہب ہے ؁

مسیح کے دعوے

جب ہم مسیح کے اور دیگر ہادیان دین کے دعووں کی بابت انجیل سے اور اُن ہادیان دین کی کتابوں سے دریافت کرتے ہیں اور آپس کا مقابلہ باہم کر کرتے ہیں تو مسیح کے اور اُنکے درمیان آسمان زمین کا فرق دیکھتے ہیں۔ اور طرفہ تر یہہ ہے جو جو دعاوے مسیح نے کئے اُن کو حسب موقع اور حتی الضرورت ثابت بھی کر کے دکھلا دیئے۔ اور نہ صرف اپنے حکم اور تعلیم ہی سے بلکہ سب سے بڑھکر اپنے نمونہ سے ظاہر کر دیئے۔ اُن دعووں کا مفصل ذکر انجیل جلیل میں موجود ہے مگر ناظرین کے فائدے کے لئے ہم یہاں چند ایک کا صرف ذکر ہی مثال کے طور پر کرتے ہیں۔ مثلاً مسیح دعوے کرتا ہے کہ میں خدا سے نکلا ہوں۔ میں اور خدا ایک ہیں جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ کوئی بغیر میرے وسیلے باپ پاس جا نہیں سکتا۔ راہ حق اور زندگی میں ہوں اچھا گڈریا میں ہوں جو اچھا گڈریا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے جو مجھ پر ایمان لاتا ہے ہرگز بھوکا اور پیاسا نہو گا۔ یہہ سب ایسے دعوے ہیں جیسے کہ کسی اور دین کے ہادی نے ہرگز کبھی نہیں کئے اور نہ ہی اُن دعووں کے کرنے کی جرأت کی۔ ایک گنہگار انسان کبھی ایسے دعوے نہیں کر سکتا بڑے بڑے راستباز اور خدا کے پیارے بزرگ اور انبیا گذر گئے جن کے سامنے ہم سر تعظیم خم کرتے ہیں مگر انمیں سے ایک میں بھی یہہ حوصلہ نہوا کہ ایسے دعوے کریں۔ اور کس طرح حوصلہ کرتے جب وہ اس لائق ہی نہ تھے۔ مسیح فی الحقیقت ایسا ہی تھا کہ وہ ایسے دعوے کرتا اور نہ صرف اُس نے دعوے ہی دعوے کئے اور بس بلکہ اُنکو اپنے قول و عمل و خیال سے ثابت بھی کر دیا۔ بس ایسا ہی نجات بخش ہادی انسان کے لئے ضرور ہے اور خدا تعالیٰ نے وہ بہم پہنچا دیا ؁

شریروں کی رحمت بھی عین ظلم ہے

(امثال ۱۲: ۱۰)

"راستباز آدمی کی بد دعا شریر کی برکت سے بہتر ہے۔"

اخیا سیلاقی بد دعا بلعام بن بعور کی برکت سے بہتر ہے۔ اخیا نے اسرائیل کو یوں بد دعا دی تھی۔ اور خداوند اسرائیل کو یوں مار یگا جیسے کہ سینٹھا پانی میں ہلایا جاتا ہے (۱ سلاطین ۱۴: ۱۵) سینٹھا سر کنڈا جھک جاتا ہے مگر ٹوٹ نہیں جاتا کیونکہ وہ پانی کے کنارے اگتا ہے اور اُس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ بلعام نے اسرائیل کو یوں برکت دی جیسے دیودار کے درخت جو پانیوں کے کنارے ہوں۔ دیودار پانیوں کے کنارے اُگا نہیں کرتے۔ اُن کی جڑیں کمزور ہوتی ہیں اور جب آندھیاں چلتی ہیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔" (انتخاب) ؁

مسیح کی لاثانی صفات قرآن میں

قرآن میں مسیح کی بابت ایسی صفات واقع ہوئی ہیں جیسی کسی اور نبی کی بابت نہیں آئی ہیں چنانچہ (۱) یہہ کہ مسیح کو شیطان نے کبھی مس نہیں کیا (۲) مسیح کے تو کسی گناہ کا ذکر ہے اور نہ ہی کبھی اُس نے استغفار کیا (۳) مسیح خدا کا کلمہ اور روح اللہ ہے (۴) مسیح اپنے گہوارے ہی میں لوگوں سے ہمکلام ہوا اور اپنی رسالت پر خود اسوقت شہادت دی (۵) وہ دنیا اور آخرت میں مقربین میں سے سب سے زیادہ مرتبہ اور درجہ والا ہے۔ (۶) مسیح کے دین کو آخر میں غلبہ ہو گا۔ (۷) مسیح فوت ہو کر زندہ ہوئے اور آسمان پر اُٹھائے گئے۔

یہہ مسیح کی بابت قرآن میں ظاہر بیان ہیں اور کسی تاویل کی اسمیں گنجایش اور ضرورت نہیں ہے ہر ایک غیر متعصب شخص ان باتوں سے مسیح خداوند اور دیگر انبیاء کا باہم مقابلہ کر کے خود نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مسیح کا مرتبہ کل انبیاء کرام سے افضل اور اعلیٰ ہے ؁

ایک بڑھیا اپنے خورد سال بچے کو نصیحت کرنے لگی۔ کہ اے بیٹا داناؤں کا قول ہے جو کام کل کرنا ہو وہ آج ہی کر لینا چاہئے۔ کیا معلوم کل کیا ہو گا۔ لڑکا تھا حاضر جوابی کا پتلا۔ اس کو جھٹ مطلب کی سوجھی بولا کہ اماں جان بات تو سچ ہے خدا جانے کل کیا ہو گا۔ پس جو کل کے لئے میرے واسطے لڈو رکھا ہے وہ آج دیدو۔ ماں نے جواب دیا تو بہتر کل نہیں آج ہی جونک والی کو بلاتی ہوں لڑکا باز آیا ؁

مضامین

مقبول شدہ دعائیں

(گناہوں کا اقرار)

مسیحی دعا کا ایک اور عنصر گناہوں کا اقرار ہے۔ مسیحی برادران یہہ خیال نہ کریں کہ میں غیر نجات یافتہ لوگوں سے بول رہا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مسیحیوں کے بھی بہت سے گناہ ہیں جنکا اقرار کرنا انکو واجب ہے۔

اگر تم مقدس نوشتوں میں دیکھو تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ خدا کے نزدیک تر اور خدا کے سامنے صاحب اقتدار وہی اشخاص تھے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کیا کرتے تھے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ دانیل اپنے اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی دانیل کے کسی گناہ کا قصور کا ذکر نہیں آیا۔ وہ نہایت نیک اشخاص میں سے جو اُسوقت صفحہ ہستی پر موجود تھے ایک تھا مگر پھر بھی وہ گناہوں کا اقرار جو اس نے کیا مکتوبہ اقرارات میں سے ایک نہایت ہی عمیق اور حلیمی کا ہے۔ بروکس صاحب دانیل کے اقرار کی طرف اشارہ کر کے یوں لکھتے ہیں "ان الفاظ میں سات باتیں ہیں جو دانیل اپنے اور اپنی اُمت کے گناہوں کے اقرار کرنیمیں استعمال کرتا ہے۔ اور یہہ تمام باتیں اُن گناہوں کی وزنیت اور بلندی ظاہر کرتی ہیں۔ پہلے۔ ہمنے گناہ کیا ہے۔ دوسرے ہمنے خطا کی ہے۔ تیسرے ہمنے شرارت کی ہے۔ چوتھے۔ ہمنے تیرے برخلاف بغاوت کی ہے۔ پانچویں۔ ہمنے تیرے احکام سے تجاوز کیا ہے۔ چھٹے۔ ہم تیرے خادموں کے شنوا نہیں ہوئے۔ ساتویں۔ نہ تو ہمارے شہزادوں نے اور نہ ہی اس زمین کے تمام لوگوں نے۔ مناسب ہے کہ ہم ان سبع اثقال پر جنکا دانیل ذکر کرتا ہے بڑے سنجیدہ توجہ اور فکر سے غور کریں"۔

لاریب ایوب ایک مقدس اور صاحب اقتدار شخص تھا تسپر بھی وہ راکھ پر بیٹھکر اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ تمام بائبل میں اسی قسم کے بیانات ملتے ہیں۔ جب یسعیاہ نے خدا کی پاکیزگی اور تقدس دیکھا تو وہ چلا اُٹھا کہ "افسوس مجھ پر۔ میں لاچار ہوں۔ کیونکہ میں نجس لبوں والا ہوں"۔ مجھے یقین واثق ہے کہ پیشتر اس سے کہ فضل کا کوئی کار عظیم عمل میں آوے خدا کی کلیسیا بالضرور اپنے ہی گناہوں کا اقرار کریگی۔ خدا کے ایماندار لوگوں کے درمیان زیادہ تر عمیق کام بالضرور ہونا چاہئے۔ میں بعض اوقات خیال کرتا ہوں کہ اب وقت ہے کہ غیر اقوام کو منادی کرنی ترک کر دیجائے اور اُن کو منادی کیجاوے جو مسیحی کہلاتے ہیں۔

عزت بے مثال

(کیا کیا جاوے؟)

پٹن لال کی موت کے چند روز بعد اُس کی کتابیں اور دیگر اسباب اُس کے بھائی کے گھر پہنچا دیا گیا۔ جن کتابوں کو شیورانی نے اکثر اپنے بھائی کے ہاتھوں میں دیکھا ہوا تھا اب اُن کے الٹ پلٹ کرنے اور اُنہیں اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اِدھر اُدھر رکھنے میں شیورانی کے لئے غم اور خوشی توام تھے۔ جب شیورانی نے اُس تمام محنت کا خیال کیا جو پٹن لال نے اُس تمام علم کے حاصل کرنے میں کی تھی جو اب اُس کے ساتھ ہی فنا ہو گیا تو اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

جو کتابیں اور کاغذات شیورانی کے سامنے بکھرے پڑے تھے اُن میں اُسے ایک نہایت قیمتی چیز نظر آئی۔ یہہ وہی کاغذ تھا جس پر شیورانی کی آیات لکھی ہوئی تھیں یہہ آیات اُن دنوں کی یادگار تھیں جو پٹن لال کے گھر میں شیورانی نے خوشی اور آسودگی میں بسر کئے تھے۔ اب شیورانی ازحد رنج و غم سے خیال کر رہی تھی کہ وہ دن پھر نہیں آ سکتے۔ اُس غم کے ساتھ اب یہہ مایوسی بھی آملی کہ میں کسی طرح سے اُن باتوں کو اب نہیں سیکھ سکتی جنکے باعث مجھے اس قدر تسلی و تسکین خاطر نصیب ہوئی تھی۔ اب بیچاری کے لئے سوائے اِس کے کوئی باقی ماندہ زندگی بہاری لال کے گھر میں بسر کرے اور کسی طرح کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی اور وہ بہت ڈرتی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو کچھ میں نے سیکھا ہوا ہے وہ رفتہ رفتہ بھول جاوے اور میرا دل پھر پہلے کی طرح اداس اور غمزدہ ہو جاوے۔

کاغذ کے نظر آنے سے اُسکی امید کچھ تازہ ہو گئی اب کم سے کم کوئی چیز اُس کے قبضہ میں آگئی تھی جسے وہ دیکھ سکتی تھی اور اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ سکتی تھی۔ اُس کاغذ پر خداوند یسوع مسیح کے مُنہ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اب شیورانی نے پختہ ارادہ کیا کہ میں اِس کاغذ کو پہلے کی طرح نہیں بلکہ نہایت حفاظت اور خبرداری سے رکھونگی اور کوئی میرے ہاتھ سے اُسے چھین نہیں سکیگا۔

بہاری لال کو اپنے بھائی کی کتابوں کے ملاحظہ اور معاینہ سے بہت راز کی باتیں معلوم ہوئیں۔ کتابوں میں اُس نے ایک انجیل دیکھی۔ اِس نئے عہد نامہ یا انجیل کی جلد اور حالت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ پٹن لال اُسے خوب پڑھتا رہا ہے۔ علاوہ بریں اور بھی مسیحی دین کی بہت سی کتابیں تھیں۔ بہاری لال خوب جانتا تھا کہ میرا بھائی نئے خیالات کو قبول اور خصوصاً انگریزی خیالات کو اختیار کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہوتا تھا۔ لیکن اُس نے کبھی یہہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ اپنے آبائی دھرم کے سوا وہ کسی دوسرے دین و مذہب کا خیال کرتا تھا یا اُسے کسی غیر مذہب کی ذرا بھی پرواہ تھی اگرچہ اسمیں شک نہیں کہ وہ اپنے آبائی دین کی رسوم کی بجا آوری میں کبھی سرگرمی نہیں دکھاتا تھا۔

بہاری لال نے خیال کیا کہ پٹن لال کا طاعون سے مرجانا اِس سے بہتر ہے کہ وہ عیسائی ہو جاتا۔ یہی خیال تھا جس سے بہاری لال کو اپنے پیارے بھائی کی موت کے بعد کسی قدر تسلی ہوئی۔ جن کتابوں کی نسبت

بہاری لال کو کسی طرح سے شک ہو سکتا تھا کہ ان کی تاثیر یہہ ہوگی اور جو کوئی انکو استعمال کریگا اُسے نقصان پہنچا دینگی۔ انہیں اُس نے نہایت ہوشیاری اور خبرداری سے چن کر الگ کیا اور فوراً جلا دینا مناسب جانا۔ تاکہ اُن کے پڑھنے سے کوئی ناپاک اور بھرشٹ نہو۔ پس ایک ہی گھر میں بہن اور بھائی کے خیالات بالکل مختلف تھے جن چیزوں کی بہن بہت ہی مشتاق تھی اور جو خیال اُسے بہت ہی عزیز تھے بھائی اُن سے سخت کنارہ کش اور متنفر تھا۔ لیکن اچانک یہہ درمیانی پردہ پھٹ گیا اور دونوں کی دلی حالت ایک دوسرے پر منکشف ہوگئی؛

شام کا کھانا پکا اور وہ کھاپی کر فارغ ہوئے۔ کوئی اور خاص کام نہ تھا اور نہ کوئی ضروری گفتگو تھی جس کے باعث وہ دیر تک اکٹھے بیٹھتے شیورانی کی بھاوجہ کی طبیعت کسی قدر علیل تھی اور وہ سونا چاہتی تھی۔ شیورانی کو بھی کوئی خاص کام نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنا قیمتی کاغذ جس جگہ چھپا رہا تھا وہاں سے نکالا اور جو آیات اُسپر مرقوم تھیں اُنہیں آہستہ آہستہ پڑھنے لگی۔ جیسا وہ اُن آیات کو پڑھنا پسند کرتی تھی ویسا ہی اُنہیں سُننا بھی اُسے بہت بھاتا اور خوش آتا تھا۔ اِس سے اُنکی تاثیر زیادہ گہری ہوتی تھی۔ پس شیورانی نے خیال کیا کہ اُسے کوئی نہیں دیکھتا اور اگر وہ اپنی پیاری آیات کو پڑھیگی تو کوئی نہیں سنیگا وہ اپنے آپ ہی پڑھنے اور سننے لگی کہ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے"؛

شیورانی اس آیت کے مطالب و معانی میں ایسی محو اور ازخود رفتہ تھی کہ اور کسی بات کا اُسے مطلق خیال نہ تھا۔ بہاری لال دبے پاؤں آکر چپکے چپکے اُسکے کندھوں پر سے کاغذ کو دیکھ رہا تھا لیکن اُسے مطلق خبر نہ تھی چنانچہ جب بہاری لال نے کہا کہ "جبتک تمنے پڑھنا شروع کیا تھا اُسیوقت جیتے تمہیں پڑھنے سے منع کیا تھا اور میرا خیال ہے کہ یہہ کوئی معمولی اور سرسری بات نہیں تھی بلکہ میں نے تاکیداً منع کیا تھا" تو نہایت گھبرا گئی؛

پہلے تو شیورانی بہت ڈر گئی اور اُس کا دل دھڑکنے لگا۔ لیکن پھر اُس نے خیال کیا کہ اب تو چمن لال موجود نہیں ہے۔ جو وعدہ میں نے اُس سے کیا تھا اب اُس پر قائم رہنا بے سود ہے۔ چنانچہ جو کچھ بہاری لال سوال کرتا وہ اُن کے جواب دینے کے لئے تیار تھی اور سب کچھ صاف صاف بتا سکتی تھی کیونکہ کوئی خراب یا چھپانے کے لائق بات تو تھی ہی نہیں۔ اُس کا دل ٹھکانے ہوا اور اُس نے بہاری لال سے مخاطب ہوکر بڑی سنجیدگی اور متانت سے کہا کہ "میں کچھ پڑھ تو نہیں رہی۔ پڑھنے سے تو آپ نے منع کیا ہوا ہے۔ یہہ تو جو کچھ میرے دل میں ہے اُسے زبانی دھرا رہی ہوں"؛

بہاری لال کو ابتک یقین نہوا تھا کہ میری بہن جیسا کہ وہ کہتی ہے بالکل اَن پڑھ ہے۔ اُس نے غضب آلودہ ہوکر کہا "پھر اِس کاغذ کو ہاتھ میں لینے سے کیا مطلب ہے؟ اگر تم پڑھنا نہیں جانتی ہو تو کاغذ ہاتھ میں لیکر بڑبڑانا اور یہہ ظاہر کرنا کہ تم کچھ پڑھ رہی ہو بیوقوفی ہے دکھاؤ تو یہہ کاغذ کیسا ہے"؛

بہاری لال نے کاغذ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہوا تھا۔ شیورانی نے اُس کا کچھ خیال نہ کیا اور کاغذ کو اپنے ہاتھ میں خوب مضبوطی سے پکڑے رکھا؛

بہاری لال نے اور بھی سختی سے کہا "کہ یہہ کاغذ مجھے دو"؛

شیورانی نے کہا "لیکن آپ اسے رکھینگے تو نہیں۔ دیکھکر مجھے واپس دیدینگے"؛

بہاری لال نے اِس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور ذرا بھی انتظار نہ کیا بلکہ ہاتھ بڑھا کر شیورانی کے ہاتھ سے کاغذ چھین لیا۔ جب وہ جو کچھ اُسپر لکھا ہوا تھا پڑھنے لگا تو شیورانی نہایت توجہ اور فکر سے سننے اور اُسکی طرف دیکھنے لگی۔ پہلے تو اُن الفاظ کا مطلب وہ بہت ہی کم سمجھا کیونکہ اُس نے اِس سے پیشتر اُنہیں کبھی نہیں پڑھا تھا۔ لیکن جب اُس نے یسوع کا نام دیکھا تو یقین کیا کہ ضرور یہہ کاغذ عیسائیوں کی کسی کتاب سے لیا گیا ہے۔ اب فوراً اُسے چمن لال کی کتابوں کا نظارہ نظر آیا اور جو کچھ اُس نے چمن لال کی کتابوں میں دیکھا تھا گویا سب کا سب پیش نظر آموجود ہوا۔ اور جب اُس نے معلوم کیا کہ میری بہن بھی بھرشٹ ہوگئی ہے تو از حد خفا ہوا۔ اگرچہ شیورانی چلا رہی تھی اور منت کرکے کہہ رہی تھی کہ یہہ کاغذ مجھے واپس دیدیجئے اِس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ بہاری لال نے اُسکی کچھ پروا نہ کی اور کاغذ کو پرزہ پرزہ کرکے زمین پر پھینک دیا۔ اب دونوں بہن بھائی چپ چاپ ایک دوسرے کا منہہ تکنے لگے اور ایک دوسرے کے بولنے کے منتظر ہوئے؛

چونکہ شیورانی خاموش رہی اِس لئے بہاری لال پہلے بولا اور کہنے لگا کہ "مجھے بتلاؤ تو تم نے یہہ کاغذ کہاں سے لیا اور کس نے تمہیں پڑھنا سکھایا"؟

شیورانی نے پھر بڑی سنجیدگی سے جواب دیا کہ "میں آپ سے بیان کرچکی ہوں کہ میں پڑھنا نہیں جانتی۔ ایک خاتون میری بھاوجہ کو پڑھانے آیا کرتی تھی۔ اُس نے مجھے یہہ کاغذ دیا تھا اور جو کچھ اُسپر لکھا ہے مجھے زبانی یاد کرایا تھا"؛

بہاری لال نے رنجیدگی سے کہا "جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا۔ انگریز عورتوں کو اپنے گھروں میں داخل ہونے دینے سے یہی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اُنکی اول کوشش اور غرض یہی ہوتی ہے کہ ہماری عورتوں کو عیسائی بنا دیں"؛

شیورانی نے کہا "یہہ تو کوئی انگریز عورت نہیں تھی بلکہ ہمارے ہی درمیان سے ایک تھی جو ہماری طرح پنجرے میں بند نہیں تھی اور ہماری مانند جاہل اور بے علم نہ تھی۔ اُس نے مجھے کوئی بری بات نہیں سکھائی آپ کاہیکو بیفائدہ خفا ہوتے ہیں؟ چمن لال تو کبھی اِسپر خفا نہیں ہوتا تھا"؛

بہاری لال کے دل پر یہہ سب سے بھاری اور گہرا زخم لگا۔ اِس کا کیا مطلب تھا؟ کیا چمن لال عیسائی

دین کی کتابیں پڑھکر ایسا قائل ہو گیا کہ اُس نے اپنی بیوی اور اپنی بہن دونوں کو دینی علم سکھایا جاوے اور وہ اُس کی طرح جہالت وضلالت کے گڑھے سے نکل آویں؟ بہاری لال نے خیال کیا کہ میرے خلاف یہہ ایک بندش تھی اور صرف آج میں اِس سے آگاہ ہوا ہوں تاہم کوئی بہت فکرمندی کی بات نہ تھی۔ بیٹن لال تو اب گذر گیا تھا اور شیورانی ایک جوان لڑکی تھی جسکا فرض یہہ تھا کہ اُسے کہا جاوے بجا لاوے ؛

بہاری لال کی آواز میں کچھ نرمی ظاہر ہونے لگی اور اُس نے کسی قدر تسلی پذیر ہوکر کہا کہ "بیٹن لال نے خواہ کچھ ہی خیال کیا یا کہا ہو کچھ مضائقہ کی بات نہیں وہ اپنے باپ دادوں کے دین میں مرا۔ اب میں اِس وقت سے تمہاری خوب حفاظت کرونگا۔ تم کبھی اِس گھر سے باہر نہیں جاؤگی۔ اور جو کچھ تم نے سیکھا ہے اُسے جس قدر جلدی بھول جاؤ اُسی قدر بہتر ہوگا" ؛

اب شیورانی کے دل میں اُس نئی آیت کا نور چمکا جو کہ اُس نے بیٹن لال سے سیکھی تھی کہ "اگر کوئی شخص اِس گنہگار نسل کے سامنے میرے نام اور کلام سے شرمائیگا تو ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں مقدس فرشتوں کے ساتھ آئیگا اُس سے شرمائیگا" اب کوئی نہ تھا جو اُس کو بولنے سے روکتا۔ وہ اِس امر کے اظہار کے لئے آزاد تھی کہ یسوع کے نام اور کلام سے شرماتی نہیں۔ چنانچہ اُس نے بہادری کی اور بڑی صفائی سے کہا کہ "یہہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یسوع مسیح کا کلام میرے دل میں ایسے طور سے نقش اور کندہ ہو چکا ہے کہ اگر میں اُسے فراموش کرنا چاہوں بھی تو نہیں کرسکتی اور میں ہرگز ہرگز اُسے بھولنے کی کوشش نہیں کرونگی" ؛

تھوڑی دیر تک تو بہاری لال ایسا حیران ہو گیا کہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر اُس نے شیورانی کی نازک ونحیف صورت پر نظر کی اور اُس کی آنکھوں میں سرگرمی اور جوش وہمت کے آثار دیکھکر نہایت متعجب ہؤا۔

آخر اُس نے حقارت سے کہا کہ "تم تو ایک بیوقوف اور جاہل لڑکی ہو۔ تم ان باتوں کو کیا سمجھتی ہو؟ تمکو ان معاملات کی کیا خبر ہے؟ اب میں ایسا بندوبست کرونگا کہ تم اپنے مذہب کی رسوم کی بخوبی پابند ہو جاؤ اور یہہ تمام واہیات بھول جاؤ" ؛

شیورانی نے پوچھا "لیکن جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے اگر یہہ رسمیں واہیات اور بیہودہ ہوں اور یسوع مسیح کا کلام سچ ہو تو؟" ؛

پھر وہ اپنے بھائی کے پاس آ کھڑی ہوئی اور منت کرنے لگی کہ "بھائی جان کیا آپ مہربانی سے وہ کتاب نہیں پڑھینگے جس میں یسوع مسیح کا بیان ہے؟ آپ دیکھینگے کہ وہ کتاب کیسی اچھی ہے۔ مجھے اپنے مذہب سے کچھ تسلی نہ ملی لیکن یسوع مسیح کے کلام نے میرے دل سے رنج وغم کو دور کیا" ؛

بہاری لال نے شیورانی کا ہاتھ جو اُس نے اُس کے کندھے پر رکھا ہوا تھا بڑی خفگی سے ہٹا دیا اور کہا کہ "یہہ بیوقوفی کی باتیں بند کرو۔ خبردار پھر کبھی میں تمسے یہہ واہیات نہ سنوں۔ تمہاری جہالت اور نادانی کی وجہ سے میں تمہیں معذور رکھتا ہوں" ؛

اب بہاری لال شیورانی کے پاس سے چلا گیا لیکن وہ خیالات اُس کے دل سے دور نہوئے۔ چنانچہ جب وہ اکیلا بیٹھا حقہ پی رہا تھا ان باتوں پر بہت غور وفکر کرنے لگا۔ اگرچہ شیورانی سے تو اُس نے کہا تھا کہ یہہ باتیں واہیات ہیں لیکن وہ خیال کرتا تھا کہ یہہ ایک غور طلب اور نازک معاملہ ہے۔ اُسے یہہ بھی خیال آیا کہ بیٹن لال نے کس طرح ان رسوم کی قیود سے جنمیں میں مقید ہوں اپنے آپ کو آزاد کیا تھا۔ اور شیورانی کی سرگرمی اور اُس کے جوابات کی سنجیدگی اور متانت سے اُسے اپنا پیارا بھائی یاد آتا تھا جو اُس سے یکایک چھین لیا گیا؛

اُسے اِس بات سے کچھ تسلی تھی کہ شیورانی بالکل میرے اختیار میں ہے۔ اُس گاؤں میں کسی طرح کا خطرہ نہیں تھا۔ وہ ہر طرح کی برگشتہ کرنے والی تاثیرات سے دور اور الگ تھی۔ اگر کوئی خطا کی بات تھی تو یہی تھی کہ اُس کے دل پر بہت کچھ تاثیر ہو چکی ہوئی تھی لیکن خیال تھا کہ وہ تاثیر رفتہ رفتہ جاتی رہیگی۔ تاہم بہاری لال کے لئے یہہ بات نہایت ناگوار اور تکلیف دہ تھی کہ اُس کے خاندان میں سے کوئی مسیحی دین کا خیال بھی کرتا ہو اُس نے اپنے دل میں نہایت مصمم ارادہ کیا کہ میں شیورانی کو مسیحی دین کی نسبت سوچنے کی بھی اجازت نہیں دونگا اور بہت جلد اُسے یقین دلادونگا کہ اِس گھر کا مالک میں ہوں اور میری فرمانبرداری کرنا اُس کے لئے ضروری ہے۔ کل اُسے پوجا پاٹ میں شریک ہونے کے لئے مجبور کیا جاویگا اور پھر دیکھینگے اِس نئے مذہب کا کیا انجام ہوتا ہے ؛

اے بہاری لال کل تک صبر کر اور دیکھ تیری طاقت کہاں جاتی ہے تُو تو عجب فخر سے اپنے تئیں سارے گھر کا مالک قرار دیتا ہے۔ کل تیرا اپنی جان پر بھی کچھ اختیار نہیں ہوگا ؛

جب بہاری لال کے جانے کے بعد شیورانی اکیلی بیٹھی رہ گئی تو اُس پر مایوسی کی گھٹا چھاگئی۔ بہاری لال کے سامنے اُس نے جو دلیری اور ہمت دکھائی تھی وہ سب کی سب کافور ہونے لگی اور اُس نے محسوس کیا کہ میں بیچاری ایک بیکس لڑکی ہوں اور میرا کوئی مددگار نہیں اُسے یہہ بھی یقین ہو گیا کہ میرا بھائی اِس دینی معاملہ میں کسی طرح کی سستی اور نرمی نہیں کریگا بلکہ وہ ہندو دھرم کی رسوم کی بجا آوری کے لئے مجھے مجبور کریگا اور مجھ میں اُس کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ میں بیچاری بھلا اُس کے مقابلہ میں کیا کرسکونگی؟

بیٹن لال اگرچہ شیورانی کے ساتھ متفق نہیں تھا تو بھی اُس نے کبھی اُسے قصوروار قرار نہیں دیا تھا اور نہ کبھی ملامت کی تھی لیکن بہاری لال ایک اور طرح کا آدمی تھا۔ چنانچہ شیورانی بہت گھبرائی اور بیدل ہو گئی

تاہم شیورانی جس مشکل میں اکیلی اور بیکس نہیں چھوڑی گئی تھی۔ اُس کے کانوں میں یہہ آواز آئی کہ "اے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا"۔ شیورانی کے دل نے فوراً کہا "اے یسوع مسیح مجھ پر بہت بھاری بوجھ ہے۔ مجھے آرام عنایت فرما اور کبھی مجھے شرمندہ نہونے دے"۔

چنانچہ آرام عنایت ہوا اور اگرچہ مخالفت کا طوفان اور بھی سخت تھا تو بھی شیورانی بالکل محفوظ تھی۔ کیونکہ جس پناہ گاہ میں شیورانی داخل ہو گئی تھی مخالفت کا کوئی طوفان اُس کے اندر نہیں آسکتا تھا۔ شیورانی کو پختہ یقین تھا کہ اگرچہ بہاری لال بڑا زبردست ہے تو بھی خداوند یسوع مسیح میرے محافظ کے سامنے ناچیز ہے۔ یسوع مسیح اُس سے کہیں زور آور ہے۔

مکاشفہ والہام

(بائیبل کا الہام)

مذکورہ بالا بیان میں یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ مکاشفہ کے لئے الہام ضروری ہے سو یہہ دعویٰ بائیبل کرتی ہے جب ہم بائیبل کو پڑھتے ہیں تو اُسمیں ہمکو دو عناصر معلوم ہوتے ہیں۔ اول ربانی دوم انسانی۔ یعنے بائیبل کی اصل تو ربانی ہے لیکن اُسکی تحریر انسانی ہے۔ بائیبل کے الہام کی نسبت دو طرح کی رائیں ہیں اول۔ مکانیکل۔ اِس رائے والے مُلہم اشخاص کو روح القدس کے ہاتھ میں بطور قلم سمجھتے ہیں الغرض وہ ایک کل کی مانند ہیں اور روح القدس اُس کا چلانے والا ہے۔

دوسری رائے۔ ڈی نامیکل ہے۔ اِس رائے والوں کے نزدیک مُلہم اشخاص کے انسانی قوا اور لیاقتیں کام میں لائی گئی ہیں۔ الغرض وہ صرف کل کی مانند روح القدس کے ہاتھ میں نہ تھے بلکہ ذی حیات و ذی عقل اشخاص ہو کے اُس کے ہاتھ میں تھے۔ پہلی رائے والوں کے اقوال۔ "نہ صرف لکھنے کا کام پر الفاظ نقطے و حروف بھی الہامی ہیں۔ دیگر مصنف پاک نوشتوں میں اُتنا ہی دخل رکھتے ہیں جتنا قلم یعنے مُلہم لوگ مثل باجوں کے اور روح القدس اُنکا بجانیوالا تھا"۔ اِس کی تردید کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جو کوئی بنظر غور پاک نوشتوں کا مطالعہ کرتا ہے اُس پر صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ مُلہم اشخاص کا طرز تحریر و مزاج و طبیعت کی خصوصیات وغیرہ بالکل مختلف ہیں۔ لہٰذا اگر مُلہم اشخاص صرف کل کی مانند ہوتے تو یہہ فرق کیونکر ہو جاتا۔ اب ہم دوسری رائے کی طرف رجوع ہوتے ہیں لیکن پیشتر اُس کے کہ ہم اُس کا بیان کریں ہمکو کئی ایک غلط خیالوں سے بچنا چاہئے جو وقتاً فوقتاً اِدھر اُدھر سے سنے جاتے ہیں۔ پہلی غلطی یہہ ہے کہ اِس دوسری رائے کے بعض ماننے والے یہہ سکھلاتے ہیں کہ الہام کے درجہ ہیں۔ کوئی درجہ کسی کام کے لئے اور کوئی درجہ کسی اور کام کے لئے۔ مثلاً تواریخ کی کتابوں کے لئے اور درجہ کا اور نبوت کی کتابوں کے لئے اور درجہ کا الہام ہے۔ لیکن یہہ صرف قیاس ہی ہے بائیبل میں سے کوئی دلیل اِس قیاس کی معاون نہیں۔ دوسری غلطی۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ کل بائیبل خدا کا کلام نہیں مگر بائیبل میں خدا کا کلام ہے۔ یعنے اُنکا خیال ہے کہ مُلہم لوگوں کی بشری کمزوریوں کے سبب کچھ نہ کچھ غلطی پاک نوشتوں میں ضرور ہے گویا کہ کچھ درست اور کچھ غلط ہے۔ یہہ تعلیم نہایت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ اگر اِس تعلیم کو مانکے ہم بائیبل کے ایک مقام کو غلط مان لیویں تو کیا دلیل ہے کہ دوسرے مقاموں میں غلطیاں نہ ہونگی مثلاً اگر کوئی معترض کہے کہ فلاں فلاں بات غلط ہے تو ہمارے پاس اُس کے دعوے کی تردید کے لئے کونسی دلیل ہے کیونکہ جہاں ایک غلطی کا امکان ہے وہاں کئی ایک غلطیوں کا امکان بھی ہو سکتا ہے ایک شخص کا قول ہے کہ اگر ہم اِس رائے کو مانیں تو ہمارے پاس کوئی بھی پاک نوشتہ نہیں ہے۔ کیونکہ اِس صورت میں ہمکو پاک نوشتوں میں بھی امتیاز کرنا پڑیگا کہ کونسا خدا کا کلام ہے کونسا خدا کا کلام نہیں۔ تیسری غلطی بعض لوگ صرف روح القدس کی عام تاثیر ہی کو الہام سمجھتے ہیں کہ جس کے وسیلہ یہہ کتابیں لکھی گئیں۔ اُنکی بابت روح القدس کی خاص تاثیر و عام تاثیر کے مذکورہ بالا بیان کو پڑھو الغرض اِس رائے والوں کو ماننا پڑیگا کہ ہم سبکو الہام ہوتا ہے اور ہمارے کلام اور بائیبل میں کچھ فرق نہیں۔

دوسری رائے یعنے ڈی نامیکل کا صحیح بیان یہہ ہے کہ پاک نوشتوں کے مصنفوں کی کُل شخصیت روح القدس کی ربانی تاثیر سے متاثر ہوئی وہ الٰہی باتوں کو سوچنے کے لئے عالم سفلی سے گویا اوپر اُٹھائے گئے۔ اُن کے دل اور عقلوں کی آرایش ہوئی۔ اُنکی لیاقتیں بڑہائی گئیں۔ اُنکی قوت امتیاز صاف۔ اُنکا ادراک تیز اور اُنکی سچائی پر مُہر لگائی گئی پس ایسے الہام کو مانکے ہم پورے بھروسہ کے ساتھ خدا کے فضل پر تکیہ کر سکتے ہیں جس نے اپنی مرضی کا مکاشفہ انسان کو دیا اور انسانی زبان میں اُسکو قلمبند کرایا تاکہ ہم اُسکو سمجھیں اور محسوس کریں۔ پس اِن معنوں میں بائیبل بالکل صحیح کتاب ہے جسمیں کوئی غلطی نہیں اور روح القدس کی تصنیف خدا کے من کا اظہار اور پوری مستند کتاب ہے خواہ تواریخ خواہ نبوت خواہ عقیدہ خواہ اخلاق۔ بقول شخصے "روح القدس اُن اشخاص کو پورے طور پر کام میں لایا جنہیں اُس نے الہام بخشا اور اُنکی زبان کو خدا کا کلام بنایا"۔ دیکھو ۱ تسلونیقی ۲-۱۳ بمقابلہ ۲ سموئیل ۲۳-۲ ۲ پطرس ۱-۲۰-۲۱۔ سوال کیا بائیبل کے الفاظ الہامی ہیں یا صرف خیال یا مضمون الہامی ہیں جو الفاظ میں تحریر کیا گیا؟ جواب بائیبل کے الفاظ ضرور روح القدس کے الہام سے چُن لئے گئے تاکہ اُنمیں مضامین ادا کئے جائیں۔ اکثر جگہ بائیبل کے الفاظ میں بڑی تاکید ہے بلکہ گاہے گاہے ایک لفظ پر کوئی عقیدہ مبنی ہے۔ کیا ایسی ضروری بات میں روح القدس کی ہدایت نہ ہوگی؟ ہمیں ضرور ماننا لازم ہے کہ بائیبل کے ہر ایک لفظ پر روح القدس کی مُہر ہے لیکن مُلہم اشخاص کسی طرح سے مجبور نہیں کئے گئے۔

الہام کی بابت مشکلات و اعتراضات کا بیان

البتہ بائبل میں مشکلات تو ہیں لیکن ان سے ہمارے اعتقاد کو جو بائبل کے الہامی ہونے پر ہے کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ چونکہ یہہ خدا کا کلام ہے اس لئے ضرور ہے کہ اُسمیں مشکلات بھی ہوں۔ درانحالیکہ خدا کی باتوں کا انسان کی محدود عقل فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ عالم نطرت میں ہماری چہار طرف مشکلات ہیں پس اگر عالم روحانی میں بھی ہوں تو جائے تعجب نہیں ہے۔ بقول آرگینس صاحب۔ جو کوئی اُن کتابوں کو خالق موجودات کی طرف سے نکلی ہوئی مانتا ہے اُسے جاننا چاہئے کہ جیسے نیچر کے انتظام میں مشکلات ہیں ویسے ہی ان میں بھی ضرور ہونگی۔ سو جو کوئی بائبل کو اس لئے رد کرتا ہے کہ اُسمیں مشکلات ہیں تو اُسے نیچر کو بھی رد کرنا پڑیگا۔ اگر مشکلات کے سبب بائبل خدا کی بنائی ہوئی نہیں تو ماننا پڑیگا کہ نیچر بھی خدا کی مخلوق نہیں۔ الغرض اگر کوئی شخص پاک نوشتوں کے مستند ہونے کو دریافت کرنا چاہتا ہے تو اُسے یہہ دریافت نہیں کرنا چاہئے کہ آیا یہہ ایسی یا ویسی کتاب ہے جیسا کہ انسان خیال کرتا ہے کہ الہامی کتاب کو ہونا چاہئے بلکہ یہہ دریافت کرنا ضرور ہے کہ بائبل جو کچھ دعوے کرتی ہے فی الحقیقت وہ وہی ہے یا نہیں۔ بائبل میں بہت سی ایسی باتیں ہونگی جو مبہم سی ہیں اور بظاہر ایک دوسرے کے برخلاف ہیں لیکن انہی کے سبب سے کوئی شخص اُنکو رد نہیں کر سکتا جب تک یہہ ثابت نہ کرے کہ انسان ربانی باتوں کی پوری پوری سمجھ رکھتا ہے ؛

اعتراض کا بیان۔ جو اعتراض بائبل پر کئے جاتے ہیں وہ طرح طرح سے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض اعتراض اس طرح کے ہیں کہ لوگ پہلے سے ایک بات اپنے دلمیں قائم کر لیتے ہیں اور تب بائبل کی تحقیقات کرنے لگتے ہیں اُنکا مدعا یہہ نہیں ہوتا کہ بائبل کا الہامی ہونا کن کن وجوہات سے ثابت ہے پر یہہ کہ جیسا میں چاہتا ہوں ویسی ہی بائبل ہے یا نہیں۔ اگر جیسی نہیں تو وہ اُسکو غلط قرار دیتے ہیں ؛

بائبل پر بہت سے اعتراض کئے گئے ہیں لیکن بار بار وہی اعتراض پیش کئے جاتے ہیں جنکے جواب بارہا دئے گئے ہیں پر معترض سمجھتا ہے کہ میرے اعتراض کا جواب ہنوز دنیا میں موجود نہیں ہے الغرض اعتراضات کا چشمہ تنگ ہے نہ یہہ کہ اعتراضات کا جواب نہیں ہے پر خصوصاً اعتراضات کا چشمہ بے صبری و عقلی غرور ہے لوگ یہہ نہیں سمجھتے کہ انسانی فہم کی ایک حد ہے اور جب محدود لامحدود کے بارے میں سوچ رہا ہے تو ضرور کسی حد ہی تک سوچ سکیگا لیکن اُس حد سے پرے عقل کے پر جلینگے۔ انسانی عقل محدود تو ہے پر بدقسمتی سے گناہ کے سبب اُسمیں بھی فتور آگیا ہے۔ حقیقی عقل خود بھی بتلا دیتی ہے کہ کہاں سجدہ کرنا مناسب ہے۔ جو خدا کو اپنی عقل میں لانا چاہتا ہے وہ گھمنڈ میں غرق ہے جیسا کہ چامر صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ قولہٗ ہم یہہ نہیں کہتے کہ عقل کو مذہب کی نسبت کام میں نہ لاؤ کیونکہ جب ثبوت اور شہادت میں ہم پہنچتی ہیں تو فیصلہ عقل ہی دیتی ہے لیکن جہاں کوئی ثبوت یا شہادت ہم نہیں پہنچتی ہے وہاں سے باز رہنا عقل ہی کا کام ہے۔ عقل عیسائی دین کی بیرونی شہادتوں کی پڑتال کر سکتی ہے وہ دریافت کر سکتی ہے کہ معجزہ یا پیشین گوئیاں وغیرہ واقعہ میں ہوئیں یا نہیں۔ پر عقل کو ہمیشہ اپنی حدود میں رہنا چاہئے۔ قیاس اٹکل وغیرہ سے پرہیز کرے۔ بارہا اس قسم کی شکایت کی گئی ہے کہ بائبل میں بہت سی مبہم و مشکل باتیں ہیں اور یہہ سچ بھی ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ وہ باتیں حقیقتاً مبہم اور لاحل تو نہیں ہیں پر ہمارے لئے مبہم و لاحل نظر آتی ہیں جیسا کہ ہم چاند اور ستاروں وغیرہ کو خوب ٹکٹکی باندھ کے دیکھ سکتے ہیں لیکن آفتاب روز روشن پر ہم اپنی آنکھ بھی نہیں اُٹھا سکتے ایسے ہی بائبل کی وہ باتیں ہیں جنکو لوگ مبہم و مشکل قرار دیتے ہیں پس وہ ہماری عقل سے بلند و بالا ہیں ؛

باقی آیندہ

الراقم

جسونت سنگھ از کلارک آباد

مراسلات

جاپانیوں کا شوق علم

ابھی چند ہی ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ سینٹ پیٹرزبرگ کے روسی اخبار نووو وریمیا کے نامہ نگار لندن نے ایک مجمع میں تقریر کرتے وقت بیان کیا تھا کہ جاپانی قوم کیسی جفاکش اور متحمل ہے کہ صحیح خبروں کو بلاواسطہ حاصل کرنے کی غرض سے اکثر جاپانی مزدوریا اور چین میں قلیوں کی حیثیت سے کام کرتے رہے نامہ نگار مذکور نے یہہ بھی بیان کیا تھا کہ جاپانی ایشیا یورپ اور امریکہ کے مختلف ملکوں میں جا جا کر اس غرض سے علم حاصل کرتے ہیں کہ اپنے ملک میں آ کر اُسپر عمل کریں۔ جاپانی طلبا کی ایک کثیر تعداد ممالک متحدہ امریکہ کی یونیورسٹیوں میں تحصیل علم کر رہی ہے۔ سین فرانسسکو تک یہہ لوگ بآسانی پہنچ جاتے ہیں اور غالباً وہاں جاپانی طلبا دوسرے مقامات کی نسبت زیادہ ہیں اور خاص کالیفورنیا میں بارہ ہزار سے زیادہ طالب علم رہتے ہیں انمیں سے اکثر لوگ بالکل نوعمر ہیں اور اکثر اشخاص اچھے گھرانوں کے ہیں۔ عام طور پر یہہ کہا جا سکتا ہے کہ جس وقت غیر ملکوں میں پہنچتے ہیں تو اُن کے پاس ایک پیسہ نہیں ہوتا یا یہہ کہ کچھ ابھی ذرا بھی نقد روپیہ ہوتا ہے اور انگلش بھی بالکل نہیں جانتے یا اگر انگریزی کا کچھ علم ہوتا بھی ہے تو محض برائے نام لیکن یہہ دونوں باتیں ذرا بھی اُنکو میل نہیں کرتیں کہ مغربی علوم کو حاصل کرنے میں تامل کریں اسوجہ سے جو کوئی کام یا خدمت ممکن ہوتی ہے اُسی کو وہ قبول اور منظور کر لیتے ہیں اور ہر کارہ لڑکوں کی حیثیت سے وہ بڑے کام کے پائے گئے۔ چینی تارک الوطن اشخاص کی آمد جب سے بند کر دی گئی اُسوقت سے اہل امریکہ کو خانگی نوکروں کی بڑی تکلیف رہتی ہے اسوجہ سے امریکہ میں ایسے جاپانی نوکروں کی بڑی خواہش اور مانگ ہے بالعموم یہ جو بقدر انگلش جانتے ہوں

کہ اُن سے جو کوئی کام کہا جاوے اُسکو کر لائیں اور گھر کے کام کاج ایک پونڈ ماہوار کی قلیل تنخواہ پر انجام دیا کریں۔ یہہ محنتی جاپانی صرف ایک شرط مقرر کرتے ہیں یعنی یہہ کہ اسکول میں جانے کے لئے اُسکو پوری آزادی حاصل رہے۔ وہ پڑھنے لکھنے کے کاموں میں ویسی ہی پھرتی اور تیزی ظاہر کرتے ہیں جیسی ہوشیاری اور مستعدی کھانا پکانے اور گھر صاف رکھنے کے متعلق دکھاتے ہیں لیکن ہر روز صبح کو اور سہ پہر کے وقت وہ اسکول کا کام ڈسک ہی پر کرتے ہوتے ہیں اور رات کو گھر کا مقررہ کام انجام کرنے کے بعد وہ اپنی کتابوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ عمدہ باورچی کا کام کرنے لگتے ہیں اور اُس وقت سے انکو باورچی کی تنخواہ ملنے لگتی ہے۔ اِس سے وہ اِس قابل ہو جاتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اب وہ کسی نہ کسی کالج میں نام لکھاتے ہیں۔ شاید بعض اوقات وہ پلنگ اور بستر بچھانے کے کاموں کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔ اور کبھی بورڈنگ ہوس کے طلبا کی خدمت کرنے کا کام اختیار کرتے ہیں لیکن اخبارات امریکہ کی دلچسپ زبان میں ایک طرف تو آلو چھیلتے اور دوسری طرف اقلیدس کی شکلیں یاد کرتے جاتے ہیں۔ اُن کے ہاتھ ایک کام اور دماغ دوسرا کام کرتا رہتا ہے چند سال میں اسکول لگے رہتے اور تعطیلوں کے زمانے میں بھی کام کرتے کرتے وہ چہار سالہ نصاب تعلیم یونیورسٹی کے امتحان کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اِس عرصہ میں وہ اسقدر کما بھی لیتے ہیں کہ زر فیس اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ وہ مسرف نہیں ہوتے۔ کلاسوں کے کمروں کے سوا اُن کے گورے رنگ کے ہم مکتب پھر انکو اور کہیں نہیں پاتے جو وقت وہ فٹ بال کھیلتے ہیں تو جاپانی طلبا اُن کے کھانے کے لئے چاول اُبالتے ہوتے ہیں یا اپنی کتابیں دیکھتے ہیں۔ لیکن جو وقت ڈپلوما ملنے کا وقت آتا ہے تو انکو اپنی لگاتار محنت اور ریاضت کا پورا پورا صلہ ملتا ہے۔

چونکہ وہ اپنے وطن اور گھر بار کے بڑے شائق ہوتے ہیں اور وہاں جا کر وہ اپنے سے چھوٹے ہموطنوں کو ابتدائی تعلیم دیتے ہیں تاکہ یہہ لوگ جب امریکہ کو جائیں تو انکو خدمتگاری وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے نہ پڑیں اور ملک میں پہنچتے ہی کالجوں میں اپنا نام لکھوا دیں۔ جن طلبا نے امریکہ کے جن کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ڈگریاں حاصل کی ہیں انکی خاص خاص انجمنیں وہاں اُنہوں نے قائم کی ہیں وہ ایسے لڑکوں کو جو طالبعلمی کے لئے امریکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اچھی طرح دیکھتے بھالتے رہتے ہیں تاکہ جاپان کا کوئی طالبعلم غیر ملک میں جا کر اقصائے مشرق کا نام بدنام نہ کرے اور جو لوگ وہاں جا کر ناموری حاصل کر چکے ہیں انکی نیکنامی میں بٹہ نہ لگے۔ کالیفورنیا کی ایک یونیورسٹی کے پریسیڈنٹ نے فی الحال ملک جاپان کا دورہ کرنے کے بعد بیان کیا کہ جس جس جاپانی شہر میں میرا جانا ہوا وہاں مجکو ایسے لوگ ملے جو امریکہ کی کسی نہ کسی یونیورسٹی میں تعلیم پا چکے ہیں اور ایسی حالت میں کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے جو جاپانیوں نے تھوڑے ہی عرصہ کے اندر دنیا کو حیرت میں ڈالدیا۔ ایسی ایسی تکلیفیں اور مصیبتیں جھیل کر غیر ملک میں جانا اور وہاں علوم کا حاصل کرنا تہذیب کی وطن پرستی کی دلیل ہے ؎ (اودھ اخبار بحوالہ ملٹری گزٹ)

انگلستان میں ایک مشین ایجاد کی گئی ہے جس سے دودھ میدہ کی شکل میں منتقل ہو جاتا ہے۔ مشین میں دو بیلن ۵ فٹ لمبے اور ۲۸ انچ موٹے لگے ہوئے ہیں۔ اُن کو ۲۲۰ سے ۲۳۰ درجہ تک کی حرارت پہنچا کر گرم کیا جاتا ہے اور دودھ کو اُن کے اوپر برتنوں میں بھر دیا جاتا ہے۔ جب بیلن گرم ہو جاتے ہیں تو آنچ کو گھٹایا جاتا ہے اور برتنوں کے سوراخ کھول دیئے جاتے ہیں جس سے دودھ اُنپر گرنے لگتا ہے اور فی الفور خشک ہو کر اُن سے چپٹ جاتا ہے۔ ہر بیلن پر ایک چاقو لگا ہوا ہے جو خشک دودھ کو اُس پر سے کھرچتا جاتا ہے۔ القصہ دودھ سفید سفوف کی شکل کا ہو جاتا ہے اور مقدار میں اصلی دودھ کے آٹھویں حصے کی برابر رہ جاتا ہے۔ اِس سفوف کو پھر گرم پانی میں جس میں ۱۲۰ درجہ کی حرارت ہو گھولنے سے دودھ بنجاتا ہے۔ اور اُسمیں غذائیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ تازہ دودھ میں۔ یہہ سفوف اُن مقامات کے لئے جہاں تازہ دودھ اچھا نہیں ملتا یا میدان جنگ کے لئے نہایت کار آمد ہے ؎

حقیقی نور

سورج چاند ستارے اور بجلی اور آگ اِن تمام مجازی انوار کا خیال اِس حقیقی نور کے مقابل عالم مجازی میں علیحدہ رکھا جاوے اور اِس حقیقت کی سمجھ بھی علوم دنیاوی کے اصول سے جدا تصور کر کے عالم حقائق کے علوم لدنی کے متعلق سمجھی جاوے۔ یوحنا پیارا رسول اور خداوند کا پیغمبر فرماتا ہے کہ اُس سے سنکر جو پیغام ہم تمہیں دیتے ہیں وہ یہہ ہے کہ خدا نور ہے اور اُسمیں تاریکی ذرہ بھی نہیں اگر ہم کہیں کہ ہماری اُس کے ساتھ شراکت ہے اور پھر تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹھے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے۔ اور اگر ہم نور میں چلیں جسطرح کہ وہ نور میں ہے تو ہماری آپس میں شراکت ہے اور اُس کے بیٹے یسوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے ؎

اِس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے پیارے شاگرد یوحنا حواری کا پیغام بڑے بڑے حقائق جیسے نور۔ حق۔ یسوع کا خون اور پاکیزگی اور نیز اِن حقائق کی مخالف طاقتوں یعنے تاریکی و جھوٹھ وغیرہ کے اظہار پر مشتمل ہے اور یہہ بھی واضح ہے کہ نور سے مراد حقیقی ذات الٰہی کا نور ہے کیونکہ خدا نور ہے اور اُسمیں ذرہ بھی تاریکی نہیں۔ پس کوئی آدمی جو محض انسان ہو اِس نور الٰہی سے نسبت نہیں رکھتا چنانچہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی نسبت جو باوجودیکہ سب نبیوں سے بڑا رتبہ رکھتا تھا پاک کلام میں لکھا ہے کہ وہ خود تو نور نہ تھا مگر نور کی گواہی دینے کو آیا تھا حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا وہ دنیا میں تھا اور دنیا اُس کے وسیلے سے پیدا ہوئی اور دنیا نے اُسے نہ پہچانا" کیا خدا نے دنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھہرایا"

اے میرے پیارے بھائیو فریب نہ کھاؤ ہر اچھی بخشش اور ہر ایک کامل انعام اوپر سے ہے اور نوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے" پس "اگر تم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہو تو خدا سے مانگے جو بغیر ملامت کئے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے" اس لئے کہ خدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے۔ اور وہی ہمارے دلوں میں چمکا۔ تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرہ سے جلوہ گر ہو" کیونکہ ہم از خود نور نہ تھے اور نہ کوئی بشر مثل ہمارے نہ نور ہوتے ہوئے الٰہی نور ہو سکتا ہے۔ سورج بنسی اور چندر بنسی راجاؤں نے دنیاوی عروج میں اگر یہ نام تو دہرائے ہیں مگر انکی لائف اور سوانح عمریاں دیکھو خاص کر انکی حالت جو وشنو کے دس اوتار مانے گئے ہیں ذکر کے قابل بھی نہیں ہیں دشنو کے دس اوتار مصنفہ پادری بی ایل رالے صاحب مدرس علم الٰہی سہارنپور) مگر تم دنیا کے نور ہو جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا ہے لیکن تم ایک برگزیدہ نسل۔ شاہی کاہنوں کا فرقہ۔ مقدس قوم۔ اور ایسی اُمت جو خدا کی خاص ملکیت ہے تاکہ اُسکی خوبیاں ظاہر کرو جس نے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا ہے" لیکن اگر تم اپنے دل میں سخت حسد اور تفرقے رکھتے ہو تو حق کے خلاف نہ شیخی مارو نہ جھوٹھ بولو۔ یہہ حکمت وہ نہیں جو اوپر سے اُترتی ہے۔ بلکہ دنیاوی اور نفسانی اور شیطانی ہے" پر اگر تم اُس حقیقی نور سے منور ہو کر دنیا کے نور بن گئے ہو تو یوں نہ رہے کہ "چراغ جلا کر پیمانے کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں پر روشنی ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے اچھے کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں۔ وہ کون تھا جسکے پاک نوشتے ہمارے پاؤں کے لئے چراغ اور آجتک ہماری راہ کی روشنی ہمارے ہاتھوں میں ہیں" جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نور اُتر کر اُس کے گرداگرد چمکا اور وہ زمین پر گر پڑا اور یہہ آواز سُنی کہ اے شاؤل اے شاؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے اُس نے پوچھا کہ اے خداوند تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے" یہہ پولوس رسول تھا جسے خداوند یسوع نے اپنے جلالی نور سے منور کر دیا تھا اور جب پولوس اگرپا بادشاہ کے روبرو کھڑا تھا تو اُس نے گواہی دی کہ اے بادشاہ میں نے دوپہر کے وقت راہ میں یہہ دیکھا کہ سورج کے نور سے زیادہ ایک نور آسمان سے اُتر کر میرے اور میرے ہمسفروں کے گرد چمکا جب ہم سب زمین پر گر پڑے تو میں نے عبرانی زبان میں یہہ آواز سُنی کہ اے شاؤل اے شاؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ پینے کی آر پر لات مارنی تیرے لئے مشکل ہے۔ میں نے کہا اے خداوند تو کون ہے؟ خداوند نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ لیکن اُٹھ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کیونکہ میں اس لئے تجھ پر ظاہر ہوا ہوں کہ تجھے اُن چیزوں کا خادم اور گواہ مقرر کروں جن کی گواہی کے لئے تو نے مجھے دیکھا اور جن کی گواہی کے لئے میں تجھ پر ظاہر ہونگا.....

تو اُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کی تابعداری سے خدا کی طرف رجوع لاکر مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں ورثہ پائیں" پس یہہ حقیقی نور یعنے خداوند یسوع مسیح نہ صرف پولوس پر چمکا بلکہ جب پطرس اور یعقوب اور اُس کا بھائی یوحنا ساتھ تھے یسوع انہیں ایک اونچے پہاڑ پر الگ لے گیا اور اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی اور اُس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا چنانچہ مقدس پطرس رسول اپنے دوسرے خط میں گواہی دیتا ہے کہ "جب ہم اُس کے ساتھ مقدس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آواز آتی سُنی" بلکہ خود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا اور اُس نے خدا باپ سے اُس وقت عزت اور جلال پایا۔ جب اُس افضل جلال میں سے یہہ آواز آئی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہے اس سے میں خوش ہوں" اور یوحنا رسول نے مسیح کو اُس کے جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کے بعد عالم کشف میں بھی اُسے بڑی جلالی صورت میں پھر دیکھا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "اُس کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے تیزی کے وقت آفتاب" پس وہی آفتاب صداقت ہے جس سے اُس کے سچے بندے ماہتاب عالمتاب ہو کر جانفشانی سے نور افشاں دنیا کی سرحدوں تک کر رہے ہیں اور کئی سالوں سے نور افشاں کے سر تاج کی کلغی ہو کر یہہ آیت کہ "حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے" درخشاں ہو رہی ہے جس سے چشم اعدا تو چکاچوندھ ہو رہی ہیں مگر روشن ضمیر اور بھی منور ہوتے جاتے ہیں کیونکہ صادق کی روش اُس چمکتے والے نیر کی مانند ہے جو پورے دن تک روشن ہوتا چلا جاتا" خداوند یسوع مسیح جو راہ اور حق اور زندگی ہے کیونکہ زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی یہہ فرماتا ہے کہ "جہان کا نور میں ہوں جو میری پیروی کریگا اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پاویگا"

راقم

میر عالم از بٹالہ

فصاحت قرآن

[سلسلہ کیلئے دیکھو ۷ اکتوبر کا نور افشان]

والفصاحۃ فی المتکلم) وہ ایک ملکہ ہے جس کے سبب سے متکلم اپنا مقصد فصیح الفاظ سے بیان کر سکتا ہے "ملکہ" مقولہ کیف کی ایک قسم ہے جسکی تعریف وسطرح کرتے ہیں کہ "ہی ہیاۃ قارۃ لاتقتضی قسمۃ ولا نسبتہ لذاتہٖ" یعنی وہ ایک ہیاۃ قارہ ہے جسکی ذات میں نسبت و قسمت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ عرض اور ہیئۃ متقارب المفہوم ہے اور ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے مگر اس کے عروض کے اعتبار سے عرض اور حصول کے اعتبار سے ہیاۃ کہا جاتا ہے۔ اور قارہ سے یہہ مراد ہے کہ اپنے محل میں ثابت ہو۔ پس بقید اوّل حرکت اور زمان فعل اور انفعال

اور تقید ثانی کم اور تقید ثالث اعراض نسبیہ خارج ہوا اور ذاتیہ کا قید اس لئے لگایا گیا ہے تاکہ وہ کیفیات جو کہ اپنے محل کے اقتضاء سے قابل قسمت و نسبت کے ہیں اس میں داخل نہوں ؛

پس اگر کیفیت ذوات النفس سے خاص ہو تو اُس کو کیفیت نفسانی کہتے ہیں۔ اِس صورت میں اگر وہ اپنے موضوع میں راسخ ہو تو اُسکو ملکہ کہتے ہیں اور اگر ویسا نہو تو اُس کو حال کہتے ہیں۔ پس ملکہ ایک کیفیت راسخہ ہے نفس میں ؛

اور لفظ ملکہ جو کہ تعریف فصاحت میں واقع ہوا ہی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فصاحت ہیأۃ راسخہ ہے حتی کہ اگر کوئی اپنے مقصد کو فصیح الفاظ سے ادا کرے اور ملکہ اِس میں راسخ نہو تو اصطلاحاً اُسکو فصیح نہیں کہتے ہیں ؛

والبلاغتہ فی الکلام ای کلام فصیح اور موافق مقتضی حال کو کہتے ہیں۔ پس جبتک کلام فصیح اور مطابق نہو بلاغت متحقق نہیں ہو سکتی ہے۔ حال سے مراد یہاں وہ امر ہے جو ایک خاص وجہ سے متکلم کی ترغیب دے۔ اور کلام کا موافق ہونا مقتضی حال سے یہہ مراد ہے کہ اگر حال کی اقتضی تاکید ہو تو کلام موکد ہونا چاہئے۔ اور اگر مقتضی اطلاق ہو تو تاکید سے عاری ہونا چاہئے۔ اگر مسند الیہ کا حذف چاہتا ہو تو حذف کرنا چاہئے اور اگر ذکر کا اقتضا کرتا ہو تو ذکر کرنا چاہئے وغیرہ ؛

اور جاننا چاہئے کہ مقتضی حال و مقامات کلام مختلف و متفاوت ہوتی ہیں۔ "حال اور مقام میں" تغایر اعتباری ہے امر داعی کو مقام کہتے ہیں اس خیال سے کہ وہ ورود کلام کا محل ہے۔ اور اِس اعتبار سے کہ شاید وہ اُسکے لئے زمانہ حال کہتے ہیں اور نیز مقام کی اضافت مقتضی کیطرف اعتبار کرکے کہا جاتا ہے مقام تاکید۔ مقام اطلاق۔ مقام حذف۔ مقام اثبات۔ اور حال کی اضافت مقتضی کیطرف اعتبار کرکے کہا جاتا ہے حال انکار حال خلو الذہن وغیرہ ذالک غرض آنکہ بالضرور مقامات کے اختلاف سے مقتضیات مقام مختلف ہوتے ہیں پس مقام تنکیر مقام تعریف کے مبائن اور مقام اطلاق مقام تقیید کے مبائن اور مقام تقدیم مقام تاخیر کے مبائن اور مقام ذکر مقام حذف کے مبائن ہو جیسا کہ بقیاس خطاب فطن خطاب غبی کے مبائن ہے کیونکہ فطن کے خطاب میں اعتبارات لطیفہ و معانی دقیقہ کے لحاظ کیا جاتا ہے بخلاف غبی کے کہ اُسکو ان امور سے اور ہر ایک کلمہ کو اُس کلمہ یا حرف سے جس سے وہ ملا ہوا ہے ایسا خاص مقام ہے جو کہ اُس کے ماسوی کے ساتھ ؛

وہ مقام نہیں ہو مثلاً جس فعل کا اقتران شرط سے ہو پس جیسا کہ اُس کے مقام ادوات شرط سے ہیں دوسرے ادوات سے وہ مقام نہیں ہے۔ اور جسطرح کہ ادوات شرط کا مقام مثلاً ماضی سے ہو ویسا مضارع کے ساتھ نہیں ہو ؛

اور کلام کے ارتفاع و انحطاط شان اعتبار مناسب سے متعلق ہو یعنی اگر اعتبار مناسب سے جسکو متکلم نے بحسب سلیقہ یا بحسب تراکیب بلغاء اعتبار کیا ہے مطابق ہو تو ارتفاع شان کلام ہے حسن اور قبول میں اور اگر اعتبار مناسب سے مطابق نہو تو انحطاط شان کلام ہے۔ پس مقتضی حال وہی اعتبار مناسب ہے حال اور مقام کے لئے مثلاً التاکید والاطلاق وغیرہما مما عدد ناہ - باقی آئندہ

الراقم

سلطان محمد از کانپور

ٹرنسوال میں جو چینی مزدور بھیجے جارہے ہیں۔ اُن کی نسبت ملک چین کے جنوبی حصص میں جوش مخالفت پھیل رہا ہے۔ کہ ٹرنسوال میں چینی لوگوں کے ساتھ بُرا اور سخت سلوک کیا جاتا ہے۔ چینی لوگ حق تلفی کے لئے اپنی گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اِس کا خاطر خواہ انتظام کرے ؛

جینوا ملک سوئیٹزرلینڈ کے ایک سرجن نے بجائے کلوروفارم کے نیلے رنگ کی روشنی سے مسوڑوں کو سکون دیکر دانت نکالنے کا اپریشن کیا ہے جسمیں اُسے پوری پوری کامیابی ہوئی ہو جس سے آدمی بیہوش نہیں ہوتا۔ صرف تھوڑی دیر کے لئے مسوڑوں سے حس جاتی رہتی ہے ؛

کرسچن اینڈیور

اکتوبر ۲۴۔ دنیاوی خزانہ اور آسمانی خزانہ متی ۱۶:۶ تا ۲۱۔

" ۲۵۔ بکھیر نا بڑھانا ہے۔ امثال ۱۱-۲۴ و ۲۵۔

" ۲۶۔ حد سے زیادہ برکتیں ملاکی ۳:۱۰-۱۲۔

" ۲۷۔ دینا اور لینا لوقا ۶:۳۰-۳۸۔

" ۲۸۔ مسیح کا نمونہ دو کرنتھیوں ۸:۷-۹۔

" ۲۹۔ دینا محبت کا نتیجہ ۱۔ یوحنا ۳:۱۷-۲۰۔

" ۳۰۔ انوار فیاضی کا مجمہ پر کیا اثر ہوگا امثال ۳:۹-۱۰۔ دو کرنتھیوں ۹:۶-۱۱ ؛

ہم کتنی دفعہ کہتے ہیں۔ کہ دینا لینے سے مبارک ہے۔ لیکن ہمارے اعمال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم اِس امر کو مانتے نہیں۔ جو مسیحی خدا کے کام کیواسطے نہیں دیتا اُس پانی کی مانند ہے جو نہیں بہتا۔ ٹھہرے رہنے کی وجہ سے بدبودار ہو جاتا ہے۔ آجکل ہر جگہ یہہ مانا جاتا ہے کہ سب مسیحیوں پر چندے کا فرض ہے سلف سپورٹ کا بھی بڑا چرچہ ہو رہا ہے۔ کلیسیا کے اپنے پاؤں پر قائم رہنے کے بارے میں ہر محفل میں بات چیت ہوئی ہے۔ یہہ سب باتیں بیداری کے آثار ہیں۔ یا کم از کم اِن سے اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ کلیسیا اِس نیند غفلت سے جو کالی گھٹا کی مانند اسپر چھائی ہوئی تھی جاگنے لگی ہے۔ خدا کا شکر ہو کہ اب چاروں طرف لوگ پوچھنے لگے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مسیحی خدا کے کام کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ بڑی بات یہہ ہے کہ پہلے ہم اپنے فرض کو پہچانیں اور اِس امر کو معلوم کریں کہ ہر شخص خواہ چھوٹا خواہ بڑا خدا کا کام کر سکتا ہے اور یہہ بھی کہ ہر شخص خواہ امیر خواہ غریب خدا کے کام کے واسطے کچھ دے سکتا ہے۔ بہتر طریقہ یہہ ہے۔ کہ سوسائٹی کے سب ممبر مجلس کے وقت سے پیشتر علیحدہ ہو کر دعا مانگیں۔ کہ خدا انپر اِس شرح معاملے کے بارے میں اپنی مرضی انپر ظاہر کرے اور جا

سامنے فیصلہ کرے کہ اپنی آمدنی میں سے ماہواری کتنا دے سکتے ہیں۔ اور جب فیصلہ کر چکے ہوں تو ماہ بماہ بلاناغہ دیا کریں یہہ کبھی خیال نہ کرنا کہ جب تلاناماسنا دیا تلانا پادری ہم سے مانگے گا تب ہم دینگے بغیر کسی کے مانگے باقاعدہ دیا کرے ہمیشہ دینا چاہئے۔ اِس مجلس میں اِس بات پر غور کرو کہ ہم کیا دے سکتے ہیں۔ اور جو چندہ جمع کرینگے کس کام میں صرف کریں ؟

واقعاتِ دُورو نزدیک

دنیاداری کے دھندے۔ تعجب کی بات۔ ہر ایک کیلئے مساوی ہیں۔ اِس سرزمین پر جہاں تک دل کے آرام اور دل کی مصیبتوں کا واسطہ ہے۔ اُسکو شاہ و گدا اپنے اپنے حلقے میں یکساں محسوس کرتے ہیں۔ حضور لیڈی کرزن کی ناگہانی بیماری کا جو صدمہ حضور لارڈ کرزن صاحب بہادر کو اٹھانا پڑا وہ صدمہ کہ جلیل القدر منصب اور عالی شان فرمانروائی کا عہدہ اِس میں کچھ بھی کمی نہیں کر سکتا ہے۔ تمام دنیاوی شان و شوکت اور حشمت یہاں پر اپنا کرشمہ نہیں چلا سکتی ہے۔ جیسے ہی شکر اور خوشی اور مبارکبادی کا موقعہ ہے کہ حضور لیڈی کرزن کے آرام اور صحت یابی کی خبریں آرہی ہیں اور اُنکی والدہ اور اُن کے حقیقی بھائی بھی دونوں ماں بیٹے والمر کاسل کے مکان میں پہنچ گئے ہیں۔ گویا کہ اسپیشل ٹرین کو بھی مات کر دیا۔ کہاں امریکہ۔ کہاں انگلستان۔ گویا کہ ہوا کی طرح اُڑ کر آ پہنچے ہیں لیکن جس خبر نے دنیاداری کے دھندوں کی یاد دلائی ہے وہ ایک اور ہی خبر ہے۔ لندن کے لارڈ میئر عالی جناب سر جے ٹی ریچی صاحب ہیں۔ ایسے جلیل القدر بزرگوار شہر لندن کو اپنی پیاری اور دلاری دختر کی شادی خانہ آبادی سے نہایت خوشی کے موقعہ پر ایسی چوٹ رنج کی برداشت کرنی پڑی کہ یکدم تمام خوشی کی بزم ایک ماتم کدہ بن گئی۔ پیاری دلاری ایک طرف غمگین پڑی ہے۔ وہ گویا کہ غش آلود ہے دُکھ ہستی کے لئے حد درجہ کی چوٹ ہے۔ لیکن کیا چارہ ہے۔ مس میری ریچی کے ساتھ ایک نوجوان کی منگنی ہے جس کا نام ہے اے میک کلن ہے۔ اِدھر شادی کی تیاریاں۔ دعوتوں کی محفلیں گرم تھیں کہ عین بروز کل کے دولہا نے ایک خط لارڈ میئر اپنے ہونے والے خسر کو پہنچایا۔ یہہ خط دولہا کا کوئی رشتہ دار لایا تھا۔ اِس کا مضمون یہہ تھا کہ دولہا کو بیاہ کرنا منظور نہیں ہے۔ اِس سے زیادہ کچھ ظاہر نہیں ہونے پایا۔ پھر کیا تھا۔ تمام سامان پھیر دینا پڑا۔ تین سو سے زیادہ قیمتی تحائف دوستوں رشتہ داروں کی طرف سے تھے وہ بھی بھیجنے والوں کو واپس کئے گئے۔ سر جیس ریچی صاحب نے بڑی حوصلہ مندی سے اس صدمے کو برداشت کیا ہے۔ وہ اِس کی بابت کچھ نہیں بتلاتے ہیں۔ دلہن کا بھائی کہتا ہے کہ اُس کی بہن میک کلن کو اپنا دل دے چکی ہے۔ وہ اُسکی والسی ہو چکی ہے وہ اُس کو نہیں چھوڑ سکتی ہے اور اِس وقت اُسکی حالت بہت ہی بیقرار اور غمزدہ ہو رہی ہے اِس واردات نے تشویش پیدا کر دی۔ اکثر گرجستی لوگ لارڈ میئر کے ساتھ تہ دل سے ہمدردی کرتے ہیں۔ مس ریچی کے اخلاقی خصائل اور خوبصورتی کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ مینشن ہوس کے بڑے بڑے شاہی جلسوں میں وہی بجائے لارڈ میئر اپنے والد کے گویا کہ مدد گار ہوتی ہیں کیونکہ لارڈ میئر صاحب کی اہلیہ گذر چکی ہیں یہہ مس میری ریچی گویا کہ اپنے والد کی آنکھوں کا نور ہے اور اُن کے سہارے کی لکڑی ہے اُسکو یہہ دکھ پیش آیا تو کیسا ظالم۔ کیسا زبردست آسمان ہے۔ عجب نہیں کہ میک کلن اب بھی اپنی ہٹ سے باز آئے۔ اگرچہ کوئی رائے قائم کرنا فضول ہے۔ اِس دلی صدمہ کو لارڈ میئر صاحب ہی محسوس کر سکتے ہیں اور اُن کی ثابت قدمی پر آفرین ہے آج رنگ میں یہہ سخت بھنگ پڑا۔ کل حسب معمول اجلاس عدالت میں اپنے منصب پر موجود تھے ؟ اخبار عام

ڈلائی لاما کی معزولی ڈلائی لاما کی نسبت جو اعلان چسپاں کیا گیا ہے اسکی عبارت حسب ذیل ہے۔ لوامبان بجواب تار و تمبر یہہ اعلان چسپاں کر دیا ہے ڈلائی لاما عارضی طور پر اپنے عہدہ سے معطل کیا گیا اُسکی جگہ پر ٹیشی لاما مقرر کیا گیا دو سو برس سے زائد تبت چین کا ماتحت رہا اور یہہ عظیم سلطنت ڈلائی لاما پر بہت مہربان تھی مگر ڈلائی لاما سلطنت کی حفاظت کے ناقابل تھا جو کہ اِس کی وفاداری میں فتور آگیا اِس لئے دیوتا اور سرپرست اُس سے ناراض ہو گئے نیز اُس نے اپنی رعایا کو مطلق العنانی سے کام کرنے دیا اُس کے علاوہ اُس نے تبت اور سیکم کی سرحد کا تصفیہ نہ کیا جو سوال دس سال سے پیش تھا حالانکہ اِس کے پاس تاکیدی حکم بھیجے گئے مگر اِس نے کوئی پروا نہ کی اور بجائے اِس کے ادھر اُدھر سے سپاہی جمع کرنا شروع کئے اور جنگ کی۔ مگر جب اُس نے شکست کھائی اور تمام صورت معاملات خراب ہو گئی تو بجائے اِس کے کہ ملک و رعایا کی حفاظت کرتا گمنام طریقہ سے دور دراز ملک میں بھاگ گیا لڑائی میں ہزارہا تبتی مقتول ہوئے اور جو لڑ نہ سکتے تھے اُس نے اُن کو دھمکایا ڈلائی لاما کے سابق سرپرست اور امبان نے چاہا تھا کہ معاملات کا تصفیہ صلح و صفائی سے ہو جائے لیکن ڈلائی لاما نے اپنی سرکشی سے بہت کشت و خون کرایا اور تبت کے ملک و رعایا کو نقصان پہنچایا اور خراب مشورہ کو سنکر ریجنٹ کو سخت سزا دی۔ شیپی یعنی وزیر کے معاملہ میں لاما نے امبان کو اور امبان نے شہنشاہ کو اطلاع دی تھی جسپر شیپی کو سزا دیگئی دوسرے روز اگر شیپی قصوروار تھے تو انہیں حسب قاعدہ سزا دینی چاہئے تھی مگر باوجود اِس کے ڈلائی لاما نے بغیر شہنشاہ کی منظوری حاصل کئے ہوئے اُنکو خود سزا دی اور جب اپنا انتقام لے چکا تو پھر آزاد بھی کر دیا اسطور پر انصاف قانون اور شہنشاہ سے بیپروائی کی یہہ الزامات ایسے ہیں جن سے چشمپوشی نہیں کیجا سکتی اور بغیر سزا کے بچ نہیں سکتا وہ ایک بدمزاج آدمی ہے جس نے ظلم سے اپنی رعایا اور

لیا ہے اِس لئے اب اُس کی عزت نہیں ہوسکتی۔ اِس نے بودھ مذہب سے انحراف کیا اور عظیم طاقتوں کو پریشان کیا۔ تمام چینی اور تبتی افسر۔ فوجی سپاہی۔ کاشتکار پیشہ جھنو اور ہر ایک کو چاہئے کہ اِس فرمان کی متابعت کریں اور یہہ یقین رکھیں کہ تبت چین کا ماتحت ہے ڈلائی لاما مذہب کا ذمہ وار سمجھا جائیگا اور بقیہ جھنتوں کو سرکاری معاملات میں معمولی دخل ہوگا۔ امبان بمشورہ لاما لوگوں کے کل انتظامات طے کریگا اور ضروری معاملات شہنشاہ کو بھیجے جائینگے۔ ڈلائی لاما انتظامی معاملات میں خود رائے نہ ہوگا۔ تمام لوگ ہوشیار ہوجائیں اور خیال رکھیں کہ اِن احکام سے تجاوز نہ کیا جاوے"۔ (ہندوستانی)

اِنسان کا بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ تو اُس کی آنکھوں کا رنگ نیلا ہوتا ہے۔ اور چھٹے یا آٹھویں ہفتے اِس کا رنگ بدلتا ہے۔ اور اِس وقت جو رنگت ہوجاتی ہے وہی ہمیشہ کے لئے قائم رہتی ہے۔

اشتہارات

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے۔ تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اِس بات پر عاقلانہ شہادت ہو ستاون برس کے اندر اِس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہے اور اِس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا اِس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اِس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔ درخواست کی جاتی ہے کہ جو اِس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اِس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہوں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں۔

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

سہارنپور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۵ ۱۱ر

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " للعہ " ۱۱ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

سال تمام	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہارات
عہ	ے	ہیے	چوتھائی کالم
ہیے	عہ	ے	نصف کالم
للعہ	ہیے	عہ	پورا کالم
سے	صہ	ہ	پورا صفحہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر لیکن روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ بچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " معہ محصول ۱۲ر عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

پرائمری جماعتوں کے لئے ایک اسسٹنٹ مدرس کی ضرورت ہے۔ انٹرنس پاس اور مسیحی ہو۔ اور مدرسی کے کام میں کچھ تجربہ رکھتا ہو۔ تنخواہ پچیس ۲۵ روپے ہوگی یا معہ تنخواہ ٹائیٹ اسکول کے تیتیس روپیہ ہوگی۔ درخواستیں پرنسپل چرچ مشن کالج امرتسر آنی چاہئیں۔

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی

ویدوں کی دیوتا پرستی	۸ صفحہ	۲ پائی
وشنو کے دس اوتار	۱۲۸ "	۲ر
تیرتھ ...	۳۴ "	۶ پائی
ویدوں کی قربانیاں اور چڑھاوے	۳۰ "	۳
ویدوں کی اصلیت و ماہیت	۱۶ "	۳
تاریخ طالموں	۴۲ "	۹
جھوٹی دینی خیرات	۱۲ "	۳
انگریزوں کے خانگی حالات باتصویر	۱۴۰ "	۲ر
انگلستان کی مختصر تاریخ	۹۴ "	۱ر
جاپان	۹۲ "	۲ر ۶ پائی
سیر ہندوستان	۱۵۴ "	۶ر
شریف بیبیاں	۸۸ "	۲ر ۶ پائی
رشیوں کا آبائی وطن	۵۰ "	۱ر
مسیحی مذہب کے ابتدائی حالات	۱۳۴ "	۲ر
صفائی کی ضرورت ...	۱۹ "	۳ پائی
آئندہ زندگی کیا آواگون یا ابدی زندگی ہے	۹۹ "	۱ر
بچوں کی پرورش	۱۶ "	۳ پائی
مہارانی وکٹوریا۔ رنگین تصاویر	۳۰ "	۲ر
قدیم رشیوں کا تذکرہ باتصویر	۱۰۸ "	۱ر
پرستش حیوانات ...	۱۶ "	۳ پائی
حکایات باتصویر بچوں کیلئے	۹۴ "	۱ر
کشف الحقائق۔ مسیحی دین کے عقلی ثبوت	۲۹۱ "	۸ر
مسیح کی تعلیم	۲۱۹ "	۴ر

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی اوڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ جاکلی کے اہتمام سے چھپا